

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ

دیوبند کی طرف منسوب فتوی میں جو غلطیاں ہوئی ہیں اسکی طرف تبیہ

غلطی نمبر (۱)

(زنکار لوگ تعلیم قرآن پر اجرت لینے والوں سے پہلے جنت میں جائیں گے) مفترض نے اس قول کو حضرت مولانا سعد صاحب کا قول سمجھ کر مولانا پر گمراہی کا فتوی لگادیا حالانکہ یہ قول تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے جو خلیفہ راشد ہیں جنکی سنتوں پر چلنے کی وصیت امت کو رسول اللہ علیہ وسلم نے کی ہے۔ جنکے پارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر نبی ہوتے یہ حضرت عمر کا قول توحیۃ الصحابة (جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۳۳۳) ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے: یا احل العلم والقرآن لا تأخذوا للعلم والقرآن ثمناً قسبيكم لزناة الـ الجنة (کنز العمال) اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول حدیث مرفوع کے حکم میں ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے حکم میں ہے کیونکہ یہ غیب کی خبر ہے اور غیب کی خبر بغیر وحی کے حاصل نہیں ہوتی ہے کیونکہ کوئی بھی صحابی غیب کی خبر یعنی آخرت کے حالات کے بارے میں اپنے اجتہاد سے کوئی بات نہیں کہ سکتے ہیں اور اس قول کو بیان کرنے کی بنا پر مولانا سعد صاحب پر گمراہی کا فتوی لگانے کا اصل یہ فتوی ان لوگوں پر بھی لگتا ہے جو اس قول کے قائل ہیں اور (یقیناً ان شاء اللہ) مولانا رشد مدنی صاحب اور مفتی ابو القاسم صاحب اور مفتی سعید پانپوری صاحب نے جان بوجہ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر گمراہی کا فتوی لگانے کا سبب نہیں بنے ہیں بلکہ فتوی لینے والوں کی یہ چالاکی ہے کہ غلط بیانی سے فتوی لیا ہے لکن یہ بات ضرور ہے کہ فتوی دینے میں عجلت نہیں کرنی چاہئے تھی کسی پر حکم لگانے سے پہلے اس سے تحقیق کرنی چاہیے تھی خاص کر خبر جب مخالف دشمن کی طرف سے آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (باقی غلطیاں آئندہ ملاحظہ فرمائیں یا خود فتوی کا جواب کا مطالعہ کر لیں جو حضرت مولانا سلمان صاحب سہارپوری کی نگرانی میں علماء اور محدثین کی جماعت نے دیا ساری غلطیاں معلوم ہو جائیں گے)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ

دیوبند کی طرف منسوب فتوی میں جو غلطیاں ہوئی ہیں اسکی طرف تنبیہ

غلطی نمبر (۲)

آیت قرآنی (اَذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ فَأَنْسِهُ الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ فَلَبِثَ فِي السَّجْنِ بِضُعْ سِنِينَ) کی حضرت مولانا سعد صاحب نے اس کی تفسیر یہ فرمائی کہ مدت قید کے دراز ہونے کا سبب بادشاہ کے یہاں عرضی لگوانا بنا کہ یوسف علیہ السلام کی شان نبوت اس سے بہت ہے کہ غیر اللہ سے ذرا سی بھی امید رکھی جائے۔

معترض نے اس تفسیر کے بارے میں یہ گمان کیا کہ مولانا نے اپنی عقل سے یہ تفسیر کی ہے اور اس تفسیر کو غلط قرار دیکر حضرت مولانا سعد صاحب پر گمراہی کا اور نبی کی شان میں گستاخی کا بھتان باندھا ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تفسیر تور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے جو اصل مفسر قرآن ہیں اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ میرے بہائی یوسف پر رحم کرے اگر (اس قیدی سے سفارش کا

معروضہ پیش نہ کرتے تو اتنا لمبا زمانہ قید میں نہ رہتے) اور اسکے اس کے راوی ہی امت کے سب سے بڑے مفسر قرآن ہیں یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہ تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے اور یہ تفسیر تو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے اور عکر مہ جو حضرت ابن عباس کے شاگرد ہیں حضرت مجاہد جو مشہور مفسر قرآن ہیں اور حضرت ابو بکر بن عیاش نے علامہ الکلبی سے بھی نقل کیا ہے اور یہ تفسیر اکثر مفسرین نے کی ہے عربی کی آنے والی عبارات سے معلوم ہوتا ہے (یقیناً أَنْ شَاءَ اللَّهُ مولانا ارشاد مدینی صاحب اور مفتی ابو القاسم صاحب اور مفتی سعید پانسپوری صاحب نے جان بوجہ کران سارے مفسرین پر گمراہی کا فتوی لگانے کا سبب نہیں بنے ہیں بلکہ فتوی لینے والوں کی یہ چالاکی ہے کہ غلط بیانی سے فتوی لیا ہے لکن یہ بات ضرور ہے کہ فتوی دینے میں عجلت نہیں کرنی چاہئے تھی کسی پر حکم لگانے سے پہلے اس سے تحقیق کرنی چاہئے تھی خاصکر خبر جب مخالف دشمن کی طرف سے آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم فتوی کی غلطیوں کو واضح کرنے کی ضرورت اسلئے پڑ رہی ہے کہ اس فتوے نے علماء اہل سنت کو دو حصوں میں منقسم کر دیا ہے اور امت مسلمہ کے تکڑے

تکڑے کر دیے ہیں ہر مسجد میں جھگڑا ہرگھر میں جھگڑا پیدا کر دیا ہے حسین اللہ

ونعم الوکیل

اس فتوے کو صحیح ماننا سارے مفسرین کو گراہ قرار دینے کے مانند ہے اور

احادیث نبویہ پر اعتراض کرنا ہے

دلائل

وفي تفسير الخازن لباب التأويل في معاني التنزيل (٥٣٠/٢)

والقول الثاني: وهو قول أكثر المفسرين أن هاء الكلية ترجع إلى يوسف، والمعنى أن الشيطان أنسى يوسف ذكر ربه عز وجل حتى ابتغى الفرج من غيره واستعن بمخلوق مثله في دفع الضرر وتلك غفلة عرضت ليوسف عليه السلام فإن الاستعانة بالمخلوق في دفع الضرر جائزة إلا أنه لما كان مقام يوسف أعلى المقامات ورتبته أشرف المراتب وهي منصب النبوة والرسالة لا جرم صار يوسف مُواحداً بهذا القدر فإن حسنات الأبرار سينات المقربين.

فإن فلت كيف تمكن الشيطان من يوسف حتى أنساه ذكر ربه.

فلت بشغل الخاطر وإلقاء الوسوسة فإن قد صح في الحديث «إن الشيطان يجري ن ابن آدم مجرى الدم» فاما النسيان الذي هو عبارة عن ترك الذكر وإزالته عن القلب بالكلية فلا يقدر عليه.

وفي التفسير البسيط (١٢٥/١٢)

وروى الحسن أن النبي - صلى الله عليه وسلم - قال: "رحم الله يوسف، لولا الكلمة التي قالها: {اذكُرْنِي عَنْدَ رَبِّكَ} ما لبث في السجن طول ما لبث" (رواوه الطبرى / ١٢، وأحمد في "الزهد" وابن أبي حاتم / ٧، وابن المنذر وأبو الشيخ كما في "الدر" / ٤، ٣٧، التعلبى / ٧، ٨٤ ب، الرازى في / ١٨، ١٥٠).

وفي البرهان في علوم القرآن للإمام الحوفي - سورة يوسف (ص: ٢٠١)

روي عن ابن عباس أنه قال: عثر يوسف ثلاث عثرات، حين هم بها، وحين قال اذكوري عند ربك فلبث في السجن بضع سنين، وأنساه الشيطان ذكر ربه، وقال لهم: {إِنَّمَا لَسَارِقُونَ}

وفي تفسير مقاتل بن سليمان (٣٣٥/٢)

يقول الله: فَأَنْسَاهُ الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ يَعْنِي يُوْسُفَ دُعَاءَ رَبِّهِ «فَلَمْ يَدْعُ يُوْسُفَ رَبَّهُ الَّذِي فِي السَّمَاءِ» ١ «لِيُخْرِجَهُ مِنَ السَّجْنِ وَاسْتَغْاثَ بِعَدِّ مَثَلِهِ يَعْنِي الْمَلَكِ فَأَفْرَأَهُ اللَّهُ فِي السَّجْنِ عَقْوَةً حِينَ رَجَأَ أَنْ يَخْرُجَهُ غَيْرُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ - فَذَلِكَ قَوْلُهُ:

فَلَبِثَ فِي السَّجْنِ بِضُعْ سِنِينَ

وفي تفسير الطبرى = جامع البيان ت شاكر (٩٣/١٦)

حدثت عن يحيى بن أبي زائد، عن إسرائيل، عن خصيف، عن عكرمة، عن ابن عباس: (ليس جنّه حتّى حين)، عشر يوسف عليه السلام ثلث عشرات: حين هم بها فسجن. وحين قال: (اذكرني عند ربك)، فلبيث في السجن بضع سنين، وأنساه الشيطان ذكر ربه. وقال لهم: (إنكم لسارقون)، فقالوا: (إن يسرق فقد سرق أخ له من قبل).

وفي تفسير الطبرى = جامع البيان ت شاكر (١١٣ / ١٦)

٧ - ١٩٣١ - حدثنا بشر قال، حدثنا يزيد قال، حدثنا سعيد، عن قتادة قال: ذكر لنا أنّ نبى الله صلّى الله عليه وسلم كان يقول: لولا أنّ يوسف استشفع على ربه، ما لبّث في السجن طول ما لبّث، ولكن إنما عوقب باستشفعه على ربه.

٨ - ١٩٣١ - حدثى محمد بن عمرو قال، حدثنا أبو عاصم قال، حدثنا عيسى، عن ابن أبي نجيح، عن مجاهد قال: قال له: (اذكرني عند ربك)، قال: فلم يذكره حتى رأى الملك الرؤيا، وذلك أنّ يوسف أنساه الشيطان ذكر ربه، وأمره بذلك الملك وابتغاء الفرج من عنده، فلبيث في السجن بضع سنين) بقوله: (اذكرني عند ربك).

٩ - ١٩٣١ - حدثى المثنى قال، حدثنا أبو حذيفة قال، حدثنا شبل، عن ابن أبي نجح، عن مجاهد، بنحوه = غير أنه قال: فلبيث في السجن بضع سنين، عقوبة لقوله: (اذكرني عند ربك).

١٠ - ١٩٣٢ - قال، حدثنا إسحاق قال، حدثنا عبد الله، عن ورقاء، عن ابن أبي نجح، عن مجاهد، مثل حديث محمد بن عمرو، سواء.

١١ - ١٩٣٢ - حدثنا القاسم قال، حدثنا الحسين قال، حدثى حجاج، عن ابن جرير، عن مجاهد، مثل حديث المثنى، عن أبي حذيفة.

وكان محمد بن إسحاق يقول: إنما أنسى الشيطان الساقى ذكر أمر يوسف لملوكهم.

١٢ - حدثنا ابن حميد قال، حدثنا سلمة، عن ابن إسحاق قال: لما خرج = يعني الذي ظن أنه ناج منهما = رد على ما كان عليه، ورضي عنه أصحابه، فأنساه الشيطان ذكر ذلك الملك الذي أمره يوسف أن يذكره، فلبيث يوسف بعد ذلك في السجن بضع سنين. يقول جل ثناوه: فلبيث يوسف في السجن، لقليله للناجي من صاحبى السجن من القيل: "اذكرني عند سيدك"، بضع سنين، عقوبة له من الله بذلك.

وفي تفسير ابن أبي حاتم، الأصيل - مخرجا (٢١٥٠ / ٤)

١٣ - حدثنا أبي، ثنا متصورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِم، ثنا أَبُو سَعِيدٍ بْنُ أَبِي الْوَضَّاحِ، عَنْ حُصَيْفٍ، عَنْ عَكْرَمَةَ، عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ، قَالَ: "عُوقَبَ يُوسُفُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، الثَّانِيَةُ: فَقَوْلُهُ: {اذْكُرْنِي عَنْدَ رَبِّكَ} [يُوسُف: ٤٢] : {فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضُعْ سِنِينَ} [يُوسُف: ٤٢] عُوقَبَ بِطُولِ الْحَبْسِ"

وفي تفسير السمرقندى = بحر العلوم (١٩٤ / ٢)

روى معاذ عن قتادة أنه قال: بلغني أن النبي صلّى الله عليه وسلم قال: «لَوْلَا مَسْتَعِنُ يُوسُفَ عَلَى رَبِّهِ، لَمَا لَبِثَ فِي السِّجْنِ طُولَ مَا لَبِثَ» عزاه السيوطي: ٤١٥ إلى ابن جرير وأبي الشيخ.

وفي تفسير القرآن العظيم لابن أبي زمّن (٣٢٤ / ٢)

{وقال للذى ظن أنّه ناج منهما اذكرني عند ربك} أي: اذكر أمري عند سيدك - يعني: الملك (فأنساه الشيطان ذكر ربه) يعني: يوسف حين رغب إلى الساقى أن يذكره عند الملك، وذلك بعد ما لبّث في السجن خمس سنين يتضرّع إلى الله ويدعوه {فلبيث في السجن بضع سنين} قال قتادة: لبّث في السجن بعد قوله: {اذكرني عند ربك} سبع سنين عقوبة لقوله ذلك

وفي الهدى إلى بلوغ النهاية (٣٥٤٢ / ٥)

(قال النبي صلّى الله عليه وسلم: " لولا كلمة يوسف، ما لبّث في السجن ما لبّث " يعني قوله: {اذكرني عند ربك} أي: عند سيدك).

قال ابن دينار لما قال يوسف للساقي: {اذكرني عند ربك}. قيل: يا يوسف اتخذ [ت] من دوني وكيلًا، لأطيل حبسك. فبكى يوسف، وقال: يا رب: أنسى قلبي كثرة البلوى، فقلت كلمة فويل لإخوتي.

ويروى أن يوسف لما قال لصاحب الشراب: {اذكرني عند ربك} أتاه جبريل عليه السلام فعاتبه، وخرق له بجناحه سبع أرضين، إلى منتهى الصخرة التي عليها الأرض، وقوى الله، عز وجل، بصر يوسف، حتى نظر إلى نملة، على الصخرة تجر حبة.

فقال جبريل: يا يوسف لم يغفل ربك عن هذه النملة ورزقها، فكيف يغفل عنك، وأنت في السجن، حتى تشكوا إلى صاحب / الشراب، وتأمره بذكرك، ويدرك عذرك عند سيده. قال: فأخذ يوسف التراب فملا به فمه، ورأسه، وقال: إلهي! أسلك يوجه أبي وحدي - قال مجاهد -: فلم يذكره الساقى حتى رأى الملك الرؤيا.

وفي التفسير الوسيط للواحدى (٦١٤ / ٢)

قال ابن عباس: لما تضرع يوسف إلى مخلوق وكان قد اقترب خروجه أنسا الشيطان ذكر ربه فلبت في السجن بضع سنين.

وفي تفسير الزمخشري = الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل (٤٤٢ / ٢)

وقال للذى ظئن أنه ناج منهما اذكرني عند ربك فأنسا الشيطان ذكر ربه فلبت في السجن بضع سنين (٤٢)

ظنَّ أَنَّهُ ناجِ الظَّاهَرِ هُوَ يُوسُفُ إِنْ كَانَ تَأْوِيلُهُ بِطَرِيقِ الْاجْتِهَادِ، وَإِنْ كَانَ بِطَرِيقِ الْوَحْيِ فَالظَّاهَرُ هُوَ الشَّرَابِيُّ، وَيَكُونُ الظَّنُّ بِعِنْدِ الْيَقِينِ اذْكُرْنِي عَنْدَ رَبِّكَ صَنْفِي عَنْدَ الْمَلِكِ بِصَنْفِي، وَقَصْنِي عَلَيْهِ قَصْنِي لَعْلَهُ يَرْحَمُنِي وَيَنْتَشِّرُنِي مِنْ هَذِهِ الْوَرْطَةِ فَأَنْسَأَ الشَّيْطَانُ فَأَنْسَى الشَّرَابِيَّ ذَكْرَ رَبِّهِ أَنْ يَذْكُرَهُ لِرَبِّهِ. وَقَيلَ فَأَنْسَى يُوسُفَ ذَكْرَ اللهِ حِينَ وَكُلَّ أَمْرِهِ إِلَى غَيْرِهِ بِضُعْفِ سِنِّينِ الْبَعْضُ مَا بَيْنَ الْثَّلَاثَ إِلَى التَّسْعَ، وَأَكْثَرُ الْأَقْلَوْيِلُ عَلَى أَنَّهُ لَبِثَ فِيهِ سِعْ سِنِّينِ.

تفسير الرازي = مفاتيح الغيب أو التفسير الكبير (٤٦٢ / ١٨)

روي عنه عليه السلام قال: «رحم الله يوسف لو لم يقل اذكرني عند ربك ما لبث في السجن»

و عن قتادة أن يوسف عليه السلام عوقب بسبب رجوعه إلى غير الله، وعن إبراهيم التيمي أنه لما انتهى إلى باب السجن قال له صاحبه: ما حاجتك قال: أن تذكريني عند رب سوى الرب الذي قال يوسف، وعن مالك لما قال يوسف للساقي اذكرني عند ربك قيل: يا يوسف اتخذت من دوني وكيلًا لأطيل حبسك فبكى يوسف وقال: طول البلاء أنساني ذكر المولى فقلت هذه الكلمة فويل لإخوتي.

وفي تفسير القرطبي (١٨٤ / ٩)

قال ابن عباس: عثر يوسف ثلث عثرات: حين هم بها فسجن، وحين قال للقى: "اذكرني عند ربك" [يوسف: ٤٢] فلبت في السجن بضع سنين، وحين قال لإخوته: "إنكم لسارقون" [يوسف: ٧٠] فقالوا: "إن يسرق فقد سرق أخ له من قبل".

وفي تفسير البيضاوي = أنوار التنزيل وأسرار التأويل (١٦٥ / ٣)

فَأَنْسَأَ الشَّيْطَانُ ذَكْرَ رَبِّهِ فَأَنْسَى الشَّرَابِيَّ أَنْ يَذْكُرَهُ لِرَبِّهِ، فَأَضَافَ إِلَيْهِ الْمَصْدَرُ لِمَلَابِسَتِهِ لَهُ أَوْ عَلَى تَقْدِيرِ ذَكْرِ أَخْبَارِ رَبِّهِ، أَوْ أَنْسَى يُوسُفَ ذَكْرَ اللهِ حَتَّى اسْتَعَنَ بِغَيْرِهِ، وَيُؤَيِّدُهُ

قوله عليه الصلاة والسلام «رحم الله أخي يوسف لو لم يقل اذكرني عند ربك لما لبث في السجن سبعاً بعد الخمس» .

وفي تفسير النسفي = مدارك التنزيل وحقائق التأويل (١١٢ / ٢)

{وقال للذى ظئن أنه ناج منهما} الظاهر هو يوسف عليه السلام إن كان تأويله بطريق الاجتهاد وإن كان بطريق الْوَحْيِ فالظاهر هو الشرابي أو يكون الظاهر بمعنى اليقين {اذكرني عند ربك} صنفني عند الملك بصنفي وقصني عليه قصني لعله يرحمني ويخلصني من هذه الورطة {فأنسا الشيطان} فأنسى الشرابي {ذكر ربها} أن يذكره لربه أو عند ربه أو فأنسى يوسف ذكر الله حين وكل أمره إلى غيره

وفي تفسير ابن كثير ت سلمة (٤/٣٩١)

أن الضمير في قوله: {فأنساه الشيطان ذكر ربه} عاند على الناجي، كما قال مجاهد، ومحمد بن إسحاق وغير واحد. وبقال: إن الضمير عاند على يوسف، عليه السلام، رواه ابن جرير، عن ابن عباس، ومجاهد أيضاً، وعكرمة، وغيرهم. وأسند ابن جرير هاهنا حديثاً فقال:

حدثنا ابن وكيع، حدثنا عمرو بن محمد، عن إبراهيم بن بزيـد (٤) عن عمرو بن دينار، عن عكرمة، عن ابن عباس قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: "لو لم يقل يعني: يوسف -الكلمة التي قال: ما لبث في السجن طول ما لبث. حيث يبتغي الفرج من عند غير الله"

وفي الدر المنثور في التفسير بالتأثر (٤/٥٢٥)

وأخرج أبو الشيخ عن ابن عباس رضي الله عنـهما في قوله {إلا أن يـسـجن أو عـذـابـ أـلـيـمـ} قال: القيد

وأخرج أبو الشيخ عن ابن عباس رضي الله عنـهما قال: عـثرـ يوسفـ عليهـ السلامـ ثـلـاثـ عـثـرـاتـ:ـ حـيـنـ هـمـ بـهـاـ فـسـجـنـ وـحـيـنـ

قالـ:ـ اذـكـرـنـيـ عـنـدـ رـبـكـ فـلـبـثـ فـيـ السـجـنـ بـضـعـ سـنـينـ فـأـنـسـاهـ الشـيـطـانـ ذـكـرـ رـبـهـ وـحـيـنـ قـالـ:ـ إـنـكـ لـسـارـقـونـ

فـالـوـاـ إـنـ يـسـرـقـ فـقـدـ سـرـقـ أـخـ لـهـ مـنـ قـبـلـ.

(باقی غلطیاں آئندہ ملاحظہ فرمائیں یا خود فتویٰ کا جواب کا مطالعہ کر لیں جو حضرت مولانا سلمان صاحب سہارنپوری کی گرانی میں علماء اور

محدثین کی جماعت نے دیا ہے بتاریخ ٢٢ ربیع الاول ١٤٣٨ ہجری ساری غلطیاں معلوم ہو جائیں گے)